سلسلہ معماریہ
دلائل مرزا

(بقلم منشی محمد عبد اللہ صاحب معمار امرتسری)

(۲)

"اس سلسلہ کا پہلا نمبر کسوف خسوف پر بحث تھی دوسرے آیت تقول پر جس کا کچھ حصہ گذشتہ نمبر میں درج ہو چکا ہے۔ آیت موصوفہ کی بحث میں دو دلیلیں نقل ہوئی ہیں آج تیسری دلیل ابطال دعوے مرزا کی درج ذیل ہے۔

منشی صاحب موصوف کا مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائی جو اس آیت کو صداقت مرزا پر پیش کرتے ہیں یہ اُن کا خیال غلط ہے۔ گذشتہ دو دلیلوں کے بعد ملاحظہ ہو۔"

تیسری دلیل "اس پر یہ ہے کہ گو یہ آیت محمد صلعم کے متعلق ہے جو خدا کے سچے نبی تھے۔ تاہم اس کے الفاظ میں مخصوص طور پر دعوے نبوت مذکور نہیں بلکہ مطلق دعوے وحی و الہام مراد ہے۔" (ص ۲۳ تفہیمات مصنفہ اللہ دتا مرزائی)

اور ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں مفتری الہام کا جھوٹا دعوے کرنے والے پیر موجود ہیں جو تیئیس سال سے بھی زائد عرصہ سے اپنا اپنا گروہ بنائے بیٹھے ہیں۔ اور تمام عیش و عشرت مزے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پس اگر اس آیت میں ہر مفتری کی قطع وتین کا ذکر ہوتا تو وہ سب کے سب کبھی کے فنا کر دئے جاتے۔

چوتھی دلیل قرآن مجید میں جا بجا مفتریوں کا ذکر ہے کہ (۱) "وہ خود ہی کئی ایک جانوروں کو حلال گردانکر کہتے ہیں خدا نے یہ حکم کیا ہے۔ وہ خدا پر افترا کرتے ہیں۔" (سورہ نحل) (۲) "وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا۔ جب کوئی بُرا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں اسی پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا اور خدا

سنے ہم کو اس کا حکم دیا ہے" (سورہ اعراف)
باوجود ان افتراؤں کے جن میں غلط اقوال کو خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے قرآن حدیث میں کہیں مذکور نہیں کہ اُن کو ہلاک کیا گیا تھا۔ یا دنیا میں دوگنا عذاب دیا گیا تھا۔ بلکہ برعکس اس کے قرآن شریف میں موجود ہے کہ متاع فی الدنیا (سورہ یونس) یعنی مفتریان علے اللہ کیلئے دنیا میں نفع ہے۔

پانچویں دلیل قرآن شریف کے اندر عامہ کفار کو بھی مفتریان علے اللہ فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ آیت یفترون علی اللہ الکذب میں موجود ہے۔ حالانکہ مشاہدہ ہے کہ کفار خوب مزے میں زندگی گزار رہے ہیں۔ بلکہ ایک حدیث میں تو دنیا کو "جنت الکافر" قرار دیا گیا ہے (ص۱۳ حاشیہ نمبرا انوار الاسلام مصنفہ مرزا صاحب) پس آیت زیر بحث سے مفتریان علے اللہ کی ہلاکت فی الدنیا پر استدلال کرنا صریح مغالطہ ہے۔

چھٹی دلیل آیت زیر بحث کے عام مدعیان نبوت کو شامل نہ ہونے پر ایک یہ بھی دلیل ہے کہ اس میں بزعم مرزا ہر ایک صادق نبی کیلئے کم از کم تیئیس سال زندہ رہنا ضروری اور لازمی ٹھیرتا ہے جیسا کہ تحریر ذیل میں ہے۔

"میں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے۔ اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور تیئیس برس مہلت پا سکے" (ص۶ اربعین ۴)

اس تحریر کا نتیجہ صاف ہے کہ مدعی نبوت کا زمانہ مذکورہ سے پہلے فوت ہو جانا اس کے کذب کی دلیل ہے۔ کیونکہ وہ صادقوں کے پیمانہ پر صحیح نہ اُترا۔[ف۱] حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی ایک سچے رسول تھوڑی سی عمر بعد از دعوے کے پاکر فوت ہوئے۔ اور کئی ایک کفار ناہنجار کے ہاتھوں مقتول ہو کر شہید ہوئے۔

ف۱ اس کی مزید تائید مرزا صاحب کے اس قول سے ہوتی ہے کہ "صادقوں کا پیمانہ عمر (تیئیس سال) کاذب کو نہیں ملتا" (ص۲ ضمیمہ اربعین ۳ و ۴)

ساتویں دلیل ایک تحریر میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "افترا کی سزا خدا کے نزدیک قتل ہے" (صفحہ ۹ اربعین نمبر ۴) حالانکہ بعض صادق انبیاء کو بنی اسرائیل نے قتل کر ڈالا" (صفحہ ۳۴ آئینہ کمالات مصنفہ مرزا)

بخلاف اس کے ڈاکٹر عبدالحکیم خان جو مرزا صاحب کے نزدیک مفتری، مدعی الہام تھا۔ ایک تو عرصہ تک زندہ رہا دوسرے قتل سے نہیں بلکہ طبعی موت سے مرا۔ اگر کہا جائے کہ ڈاکٹر مذکور نے دعوے رسالت نہیں کیا۔ تو جواباً گذارش ہے کہ ہم اس سے پہلے "تفہیمات ربانیہ" (مصنفہ مولوی اللہ دتا مرزائی) سے جس کی میاں محمود احمد صاحب نے بہت تعریف کی ہے، نقل کر چکے ہیں کہ اس آیت زیر بحث میں مخصوص طور دعوے نبوت مذکور نہیں ہے۔ بلکہ مطلق دعوے الہام مراد ہے۔

اسی طرح خود مرزا صاحب متوفی نے اس زمانہ میں جبکہ ان کا دعوے غیر نبی ملہم ہونے کا تھا۔ اور دعوے نبوت سے انکاری تھے بلکہ مدعی نبوت کو "مسیلمہ کذاب کا بھائی" (صفحہ ۲۸ انجام آتھم) قرار دیتے تھے۔ اسی دلیل سے اپنی صداقت پر تمسک کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو انجام آتھم صفحہ ۴۴ و ۴۹ و ۵۰ و ۶۳) جس کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت کا مصداق بننے کیلئے باصول مرزا مجرّد دعوے الہام کافی ہے۔ دعوے نبوت ضروری نہیں۔

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب نے ڈاکٹر عبدالحکیم کو مدعی رسالت لکھا ہے جیساکہ تحریر ذیل میں ہے۔

"ڈاکٹر عبدالحکیم × × اپنے تئیں مرسلین میں سے شمار کرتا ہے" (صفحہ ۲۳ حقیقۃ الوحی)

بنابریں اقوال بالا ڈاکٹر صاحب موصوف کا قتل سے محفوظ رہنا اور خدا کے صادق انبیاء کا مقتول ہو کر شہید ہونا صاف دلیل اس امر کی ہے کہ آیت زیر بحث میں مفتری کی سزا ضروری اور قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ لہذا مرزائی استدلال غلط۔

آٹھویں دلیل گوجرانوالہ میں ایک صاحب مدعی نبوت عرصہ قریباً ۲۵ سال سے موجود ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب کے اصول کی رو سے انہیں آجتک فنا کے گھاٹ اُتر جانا چاہئے تھا۔

قطع بحث معزز قارئین! جب مرزا صاحب کے سامنے یہ امر پیش کیا جاتا ہے کہ آیت زیر بحث خاص نبی صلعم کے متعلق ہے۔ تو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ نہیں۔ "یہ عام قاعدہ ہے کہ جو شخص افترا کرے جلد ہلاک کیا جائے۔" (صـ۳ اربعین ۴) پھر جب یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ ہزاروں اشخاص کاذب مدعیان الہام دنیا میں موجود ہیں جو جلد ہلاک نہیں ہوئے۔ تو اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ "ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔" (صـ۱۱ ضمیمہ اربعین ۳،۴) پھر جب مدعیان نبوت پیش کئے جاتے ہیں تو فقرہ خود "جلد ہلاک" کو چھوڑ کر فرماتے ہیں۔ "مہلت تیئیس برس ہیں۔" (صـ۶ اربعین ۴) حالانکہ تیئیس سالہ مہلت کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ قرآن مجید کی آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل الخ جس سے مرزا صاحب تیئیس سالہ مہلت پر استدلال کرتے ہیں مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ اور اگر یہ ثابت بھی کیا جائے کہ مکہ میں رہنے کے آخری سال یہ اُتری تھی۔ تو بھی اسوقت آنحضرت کے دعوے نبوت پر صرف ۱۲ سال گذرے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی اقراری ہیں کہ "آنحضرت صلعم مکہ میں تیرہ برس رہے ہے۔" (صـ۱۵ ایام الصلح) پس اگر سینہ زوری سے اس آیت سے مدت نکالی بھی جائے تو تیرہ سال نکلتی ہے جو مرزائی صاحبان کو مفید نہیں۔ کیونکہ اسطرح ڈاکٹر عبدالحکیم (مدعی الہام انك لمن المرسلین) صادق ثابت ہوتا ہے۔ جسے مرزائی تسلیم نہیں کرتے، اور اگر تیئیس سال ہی لئے جائیں تو محبوب عالم گوجرانوالیہ صادق رسول ثابت ہوتا ہے۔ جس کو مرزائی بھی ماننے کو تیار نہیں۔ ان تمام اُلجھنوں سے مرزائی صاحبان کی جان چھڑانے کیلئے، اور اس تمام بحث کو قطع کرنے کیلئے ہم چند منٹ کیلئے

بطور فرض محال تسلیم کئے لیتے ہیں کہ (۱) یہ آیت مخصوص بہ نبی صلعم نہیں ہے بلکہ عام قانون ہے جو ہر ایک مفتری کو شامل۔ (۲) اور مفتری سے مراد بھی مدعی نبوت ہی ہے ہر ایک مدعی الہام نہیں (۳) ہر ایک مدعی نبوت کیلئے تیئیس سال مہلت ملنی ضروری ہے (۴) آدم سے لیکر اسوقت تک کسی مدعی نبوت کاذبہ کو یہ مہلت نہیں ملی اور نہ ہی ملیگی' یہ صرف صادقوں کا پیمانہ ہے۔ (۵) مجموعہ عالم گو جرانوالیہ بھی فرضی ہستی ہے جس کا وجود موجود نہیں ہے۔

باوجود ان سب باتوں کے تسلیم کر لینے کے بھی مرزا صاحب کاذب کے کاذب ہی رہتے ہیں۔ ثبوت سنئے! مرزا صاحب کا دعوے نبوت جیسا کہ میاں محمود احمد صاحب جانشین مرزا بزعم مرزائیاں الہام "کان اللہ نزل من السماء" کا مصداق (رسالہ القول الفصل کے ص۲۴ پر) لکھتا ہے۔

"تریاق القلوب کی اشاعت تک جو اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوگئی اور ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی آپ (مرزا صاحب) کا یہی عقیدہ تھا کہ × × آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے (۱۹۰۲ء کے) بعد میں × × آپ (مرزا) کو خدا کیطرف سے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں۔"

تحریر ہذا گواہ ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ لوگوں کے سامنے ۱۹۰۲ء کے بعد کیا ہے۔ (بہت خوب) اس کے بعد آپ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بروز منگلوار بوقت "قریباً ساڑھے دس بجے" مرض ہیضہ سے مر گئے۔ جبکہ آپ کے دعوے نبوت پر صرف چھ سال کے قریب گذرے تھے۔ لہذا وہ اپنے اس قول کی رو سے کہ

"ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے × تیئیس برس تک مہلت پا سکے × ضرور ہلاک ہوگا۔" (ص۶ اربعین ۴)

کاذب ثابت ہو گئے۔ فللہ الحمد۔

اس کے جواب میں مرزائی اصحاب کہتے ہیں کہ اس آیت میں دعوے نبوت کا مخصوص طور پر ذکر نہیں ہے بلکہ مطلق دعوے الہام مذکور ہے۔ اور مرزا صاحب نے اپنے دعوے الہام پر تیئیس سال سے زائد مہلت پائی ہے۔

جواب مرزا صاحب نے خود اس آیت کو نبوت کے متعلق لکھا ہے ملاحظہ ہوں ان کے اقوال ذیل۔

(۱) "خدا تعالےٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعوےٰ کیا' یا روشن دین جالندھری نے دعوےٰ کیا × اور وہ ہلاک نہیں ہوئے۔ یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کیجاتی ہے × × پہلے ان کا دعوےٰ ثابت کرنا چاہئے × × کہ میں خدا کا رسول ہوں × کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔"
(ص۱۱ ضمیمہ اربعین نمبر ۳-۴)

(۲) "یہی قانون خدا تعالےٰ کی قدیم سنت میں داخل ہے کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا۔" (ص۶ تحفہ قیصریہ)

اقوال بالا سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب اس جگہ مدعیان نبوت کی ہلاکت کے قائل تھے نہ کہ ہر ایک مفتری کی ہلاکت کے۔

مرزائی صاحبان یہ بھی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب قتل نہیں ہوئے۔ حالانکہ کاذب مدعی کو قتل ہونا چاہئے۔

جواب اول قرآن شریف میں قتل کی تخصیص نہیں ہے۔ بقول مرزا "مفتری کی سزا موت ہے۔" (تحفہ گولڑہ)

دوسرا جواب مرزا صاحب لکھتے ہیں۔" دکیا، نعوذ باللہ آنحضرت کا تیئیس برس تک موت سے بچے رہنا آپ کے سچا ہونے پر دلیل نہیں۔" (ص۲ تحفہ گولڑہ) اس تحریر میں جو آنحضرت صلعم کا تیئیس برس تک موت سے

بچے رہنا مذکور ہے۔ کیا اس سے مراد عندالمرزا تیئیس برس تک موت بالقتل سے محفوظ رہنا مراد ہے؟ یقینی بات ہے کہ "نہیں"۔ کیونکہ حضور علیہ السلام تیئیس سال کے بعد بھی طبعی موت سے فوت ہوئے تھے، قتل سے نہیں۔ بخلاف اس کے اگر مرزا صاحب کی مراد موت بالقتل ہوتی تو اس لفظ "تک" کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ آپ تیئیس سال تک تو قتل سے محفوظ رہے مگر اس کے بعد آپ قتل ہوئے۔ نعوذ باللہ من ھٰذہ الاعتقاد۔ پس مرزا کے الفاظ "تیئیس برس تک موت سے بچے رہے" کے یہی معنے ہیں کہ طبعی موت سے بچے رہے۔ نتیجہ صاف ہے کہ اگر آیت زیر بحث کی رو سے ہر مفتری کی ہلاکت ضروری ہے تو اس کیلئے قتل ہونا لازمی نہیں۔ بلکہ طبعی موت سے مرنا بھی اس سزا کے تحت داخل ہے۔

جواب سوم خود مرزا صاحب نے یرمیاہ ۲۸/۱۵ کی عبارت سے حنیاہ کاذب نبی کی موت سے اس دلیل پر تمسک کیا ہے (ص۱۱ ضمیمہ اربعین ۳/۴) حالانکہ اس کی موت بطریق قتل ثابت نہیں۔ معلوم ہوا کہ کاذب نبی کی موت میں باصول مرزا قتل ہونا لازمی نہیں۔

جواب چہارم اسی طرح مرزا صاحب نے ص۹ ضمیمہ اربعین ۳/۴ پر۔ استثناء باب ۱۸۔ آیت ۱۸۔۲۰ سے استدلال کیا ہے کہ جھوٹا نبی "میت" مرجائیگا۔ ہم تو عبرانی جانتے نہیں اس لئے مرزا صاحب کی تحریر سے ہی ثبوت دیتے ہیں کہ عبرانی لفظ "میت" کے معانی موت بالقتل نہیں ہیں۔ ملاحظہ ہو مرزا صاحب سلاطین ۳/۲۱ کی عبارت لکھتے ہیں اپنی تائید میں۔

"جب وہ صبح کو اٹھی کہ بچے کو دودھ دوں تو × × دھنیہ میت دیکھو وہ مرا پڑا تھا۔" ص۹ ضمیمہ اربعین)

اس کی مزید تشریح اس قول میں ہے کہ

"میت جس کا ترجمہ پادریوں نے "قتل کیا جائے" کیا ہے بالکل غلط ہے عبرانی لفظ "میت" کے معنے ہیں مرگیا یا مرا ہوا۔"

ص۹ ضمیمہ اربعین ۳-۴ مصنفہ مرزا صاحب کی عبارات بالا سے صاف عیاں ہے کہ کاذب مدعی کی موت کیلئے قتل ہونا ضروری نہیں۔ پس مرزا صاحب کا قتل نہونا انہیں اپنی مسلمہ سزا (ہلاکت مفتری قبل از تئیس سال) سے بری نہیں کرتا۔"

(باقی دارد)

قادیانی نبی کا بے اصل استدلال

ازالۃ الاوہام ص۶۱۲ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"منجملہ ان علامات کے جو اس عاجز کے مسیح موعود ہونے کے بارے میں ہیں یہ ہے کہ مسیح اسوقت یہودیوں میں آیا تھا کہ جب توریت کا مغز اور بطن یہودیوں کے دلوں پر سے اٹھا لیا گیا تھا۔ اور وہ زمانہ حضرت موسیٰؑ سے چودہ سو برس بعد تھا جو مسیح یہودیوں کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا تھا۔ ایسی ہی زمانہ میں یہ عاجز آیا کہ جب قرآن کا مغز اور بطن مسلمانوں کے دلوں پر سے اُٹھایا گیا ہے۔ اور وہ اور یہ زمانہ بھی حضرت مثیل موسےٰ کے زمانہ سے اس زمانہ کے قریب قریب گذر چکا ہے۔ جو حضرت موسےٰؑ اور عیسےٰؑ کے درمیانی زمانہ تھا۔ انتہےٰ۔"

ناظرین! اس سے مرزا صاحب کی غرض ظاہر ہے کہ جیسے موسےٰؑ سے چودہ سو برس کے بعد عیسےٰ علیہ السلام کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی تھی، اسی طرح مثیل موسےٰؑ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے ابتک اتنی مدت گذر گئی ہے اسلئے مثیل عیسےٰ (یعنی مرزا صاحب خود بدولت) بھیجا گیا۔

مرزائی دوستو! مرزا صاحب نے مسلم شریف روایت کو تو اسواسطے قابل اعتبار نہیں سمجھا تھا کہ وہ بخاری شریف میں نہیں۔ مگر یہ روایت جو اپنی عیسویت کے استدلال میں پیش کی ہے اس کا پتہ تو کسی موضوعات کی کتاب میں بھی نہیں